حق کی تقسیم صاحب حق کے اعتبار سے ایک تحقیقی مطالعہ

Distribution of right, a research study from the point of view of right owner

ناصر علی*

**ڈاکٹر عبد الرزاق آزاد

ABSTRACT:

When different types of rights are discussed, then there are some such rights in which the owner of the truth is the essence of the blessed and Almighty, and there are some rights in which the owner of the right is a servant and a human being while some rights are those, which in a sense the owner of the right is the blessed and exalted, but in other sense he is a slave and subordinate.Scholars say that there are four types of truth in terms of the owner of truth and some have stated three, whereas some jurists have stated only two types of truth.In this study, a research review about the distribution of rights has been presented in the relevance of truth owner.

Keywords: essence, exalted, jurists, relevance and distribution.

لفظ حق لغت میں مختلف معانی میں مستعمل ہے مثلاً ثابت ہونا، سچا ہونا، واجب، ضروری ہونا، مناسب اور جائز ہونا وغیرہ۔ حق اللہ تعالی کے ناموں اور اس کی صفات میں سے ہے، باطل کی ضد، یقینی امر، عدل، مال، ملک، جو ثابت اور موجود ہو، سچ اور یقین ہے۔ گویا حق اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اصطلاح میں وہ چیز ہے جو اس طرح ثابت ہو کہ اس کے انکار کی گنجائش ہی باقی نہ ہو۔ قرآن کریم میں لفظ "حق" کا بکثرت سے استعمال ہوا ہے بلکہ صرف حق یا حقا کا استعمال قرآن کریم میں 244 مرتبہ اور اس لفظ سے ماخوذ دیگر کلمات کا 30 بار استعمال ہوا ہے، اور احادیث میں صرف صحاح ستہ میں 104 بار اس کا استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ حقوق کی مختلف اقسام پر غور وفکر سے پتہ چلتا ہے کہ بعض حقوق ایسے ہیں جن میں صاحب حق اللہ تبارک وتعالی کی ذات ہے اور بعض حقوق ایسے ہیں جن میں صاحب حق بندہ اور انسان ہے، لیکن بعض حقوق اس قسم کے بھی ہیں کہ ایک لحاظ سے صاحب حق اللہ تبارک وتعالی ہیں اور ایک لحاظ سے بندہ ہے اسی وجہ سے فقہاء نے صاحب حق کے اعتبار سے حق کی اقسام کی تعداد میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ حق کی صاحب حق کے اعتبار سے چار اقسام ہیں اور بعض نے تین بیان کی ہیں اور بعض فقہاء نے حق کی صرف دو اقسام بیان کی ہیں۔ اس ضمن میں علامہ ابن عابدین شامی حنفی نے حق کی درج ذیل چار اقسام بیان کی؛

قَوْلُهُ: وَمَحْكُومٌ بِهِ) وَهُوَ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى الْمَحْضُ كَحَدِّ الزِّنَا أَوْ الْخَمْرِ، وَحَقُّ الْعَبْدِ الْمَحْضُ، وَهُوَ ظَاهِرٌ وَمَا فِيهِ الْحَقَّانِ وَغَلَبَ فِيهِ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى كَحَدِّ الْقَذْفِ أَوْ السَّرِقَةِ أَوْ غَلَبَ فِيهِ حَقُّ الْعَبْدِ كَالْقِصَاصِ وَالتَّعْزِيرِ[1]

ترجمہ: ماتن کا قول ہے محکوم بہ اور اس کی چار اقسام ہیں (ا) محض اللہ تعالی کا حق جیسے زنا اور شراب کی حد (2) محض بندے کا

*Visiting Lecturer University of Sargodha, Sub Campus Bhakkar

** Assistant Professor, Humanities Department, COMSATS University, Vehari Campus

حق اور یہ ظاہر ہے (3) وہ جس میں دونوں حق ہوں مگر اللہ تعالی کا حق غالب ہو جیسے تہمت لگانے کی حد اور چوری کی حد (4) جس میں دونوں حق ہوں مگر بندے کا حق اس میں غالب ہو جیسے قصاص اور تعزیر۔

اس اقتباس سے واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ ان حقوق کا تعلق حقوق عباد سے ہے، اسی طرح علامہ بزدوی نے بھی حقوق کی چار اقسام بیان کی ہیں: أَمَّا الْأَحْكَامُ فَأَنْوَاعٌ حُقُوقُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: خَالِصَةً وَحُقُوقُ الْعِبَادِ خَالِصَةً وَالثَّالِثُ مَا اجْتَمَعَ فِيهِ الْحَقَّانِ وَحَقُّ اللَّهِ تَعَالَى غَالِبٌ وَالرَّابِعُ مَا اجْتَمَعَا وَحَقُّ الْعَبْدِ فِيهِ غَالِبٌ.[2]

ترجمہ: احکام کی کئی اقسام ہیں (۱) خالص اللہ تعالی کے حقوق (۲) خالص بندوں کے حقوق (۳) تیسری قسم وہ ہے جس میں دونوں حق جمع ہوں اور اللہ تعالی کا حق اس میں غالب ہو (۴) چوتھی قسم وہ ہے جس میں دونوں حق جمع ہوں اور بندے کا حق اس میں غالب ہو۔

مذکورہ بالا بیان کردہ تعریفات کے برعکس علامہ قرافی نے حق کی یہ تین اقسام بیان کی ہیں:

وَالتَّكَالِيفُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى فَقَطْ كَالْإِيمَانِ وَتَحْرِيمِ الْكُفْرِ وَحَقِّ الْعِبَادِ فَقَطْ كَالدُّيُونِ وَالْأَثْمَانِ وَقِسْمٌ اُخْتُلِفَ فِيهِ هَلْ يُغَلَّبُ فِيهِ حَقُّ اللَّهِ أَوْ حَقُّ الْعَبْدِ كَحَدِّ الْقَذْفِ.[3]

ترجمہ: اور احکام تکلیفیہ کی تین قسمیں ہیں (۱) صرف اللہ تعالی کا حق جیسے ایمان اور کفر کا حرام ہونا اور (۲) صرف بندوں کا حق جیسے قرض اور قیمتیں (۳) تیسری قسم وہ ہے جس میں دونوں حقوں کا اختلاف ہے لیکن اس میں اللہ تعالی کا حق یا بندے کا حق غالب ہوتا ہے جیسے حد قذف وغیرہ۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے حق کی دو قسمیں بیان کی ہیں: چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وَالْحُقُوقُ عَلَى ضَرْبَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا، مَا هُوَ حَقٌّ لِآدَمِيٍّ. وَالثَّانِي، مَا هُوَ حَقٌّ لِلَّهِ تَعَالَى[4]

ترجمہ: اور حقوق کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک وہ جو بندے کا حق ہے اور دوسرا وہ ہے جو اللہ تعالی کا حق ہوتا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن قیم نے بھی حق کی دو ہی قسمیں بیان کی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں

الْحُقُوقُ ضَرْبَانِ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقُّ عِبَادِهِ.[5]

ترجمہ: حقوق کی دو قسمیں ہیں اللہ تعالی کا حق اور اس کے بندوں کا حق۔

چنانچہ حاصل بحث یہ ہے کہ صاحب حق دو ہی ہیں اللہ تبارک وتعالی اور بندہ اس لیے اس کی دو قسمیں بیان کرنا بھی درست ہے اور اگر اس طرف توجہ مبذول کی جائے کہ کچھ حقوق خالص اللہ تعالی کے ہیں اور کچھ حقوق خالص بندے کے ہیں جبکہ کچھ حقوق مشترکہ ہیں جن میں اللہ تعالی کا بھی حق ہے اور بندے کا بھی لیکن بعض میں اللہ تعالی کا حق غالب ہے اور بعض میں بندے کا حق غالب ہے اس لیے بعض فقہاء نے چار قسمیں بیان کر دیں لیکن اکثر حضرات نے حقوق مشترکہ کو بنیادی طور پر ایک ہی قسم سمجھ کر صاحب حق کے اعتبار سے حق کی صرف تین قسمیں بیان کی ہیں۔[۱] حقوق اللہ [۲] حقوق العباد [۳] حقوق مشترکہ......اور یہی راجح ہے۔ چنانچہ اب ان تینوں کا تفصیلی تعارف اور ان کی اقسام درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: خالص حقوق اللہ: حق اللہ کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

[1]احناف نے حق اللہ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ خالص اللہ تعالی کا حق وہ ہے جس سے تمام جہان کیلئے عام نفع متعلق ہو اور یہ حق عام دنیوی مصلحت اور اخروی مصلحت کو شامل ہوتا ہے اور وہ کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں ہوتا اور اس میں اجتماعی ماحول سے ظلم وتعدی کو دور کرنا ہوتا ہے جیسے جہاد ہے کہ یہ دنیا میں عدل کے نفاذ کیلئے ہے اور ظلم کے خاتمہ کیلئے ہے اسی طرح زنا کا حرام ہونا کیونکہ اس کا نفع تمام جہان والوں کی طرف لوٹتا ہے کہ ان کے نسب سلامت رہیں گے اور ان کی بیویاں محفوظ رہیں گی اور زنا کی وجہ سے جو قبائل میں لڑائی جھگڑے اور جنگیں ہوتی ہیں ان سے لوگ بچ جائیں گے چونکہ یہ خالص اللہ تعالی کا حق ہے اسی وجہ سے اگر اگر عورت یا عورت کے گھر والے اس کے ساتھ زنا کو مباح کر دیں تب بھی زنا مباح نہیں ہو گا۔ چنانچہ ملاجیون حنفی حق اللہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

ما یتعلق بہ نفع العام [6]۔ اللہ تعالی کا حق وہ ہے جس کے ساتھ عام لوگوں کا نفع متعلق ہو۔

علامہ تفتازانی حنفی حق اللہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

الْمُرَادُ بِحَقِّ اللَّهِ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ النَّفْعُ الْعَامُّ مِنْ غَيْرِ اخْتِصَاصٍ بِأَحَدٍ[7]

ترجمہ:　حق اللہ سے مراد وہ ہے جس کے ساتھ عام نفع متعلق ہو کسی کے ساتھ خاص کیے بغیر

اعتراض نمبر1: حق کی اس تعریف پر اعتراض ہوتا ہے کہ جب اس حق کا نفع بندوں کی طرف لوٹتا ہے اور اللہ تعالی اس کے نفع سے پاک ہیں تو اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کیوں کی گئی ہے؟

جواب؛ اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف یا تو تعظیماً ہے کہ جب اس حق کی شان بہت زیادہ ہے اور اس کا نفع مضبوط تر ہے اور اللہ تعالی کا فضل وسیع ہے کہ تمام لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں تو اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کر دی یا اس لیے کہ کو جابر وظالم اس کو اپنے ساتھ خاص نہ کرلے۔[8]

اعتراض نمبر ۲: آپ نے کہا کہ حق اللہ وہ ہے جس کا نفع عام ہو یہ تعریف حق اللہ کی بعض اقسام جیسے زنا کی حرمت وغیرہ پر تو صادق آتی ہیں مگر بعض دوسری اقسام مثلاً نماز روزہ پر صادق نہیں آتی کیونکہ ان کا نفع تو صرف نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے کو ہو گا ان کا نفع عام تو نہیں کہ ایک آدمی کے نماز پڑھنے سے دوسرے کو کیسے نفع ہو گا؟

جواب: اللہ تعالی کے مذکورہ حقوق یعنی نماز رزہ وغیرہ کا بظاہر نفع عام نہیں ہے لیکن در حقیقت ان کا نفع بھی عام ہے وہ اس طرح کہ نماز بے حیائی اور برائی سے بچاتی ہے اس طرح معاشرہ میں بے حیائی اور برائیاں ختم ہوں گی تو تمام معاشرہ کو فائدہ ہو گا اسی طرح روزہ سے انسان میں تقوی پیدا ہوتا ہے اور دوسروں کی بھوک کا احساس ہوتا ہے جس سے وہ دوسروں کا خیال کرے گا اس طرح اس کا نفع بھی تمام معاشرے کو ہو گا۔[9]

[2]علامہ ابن القیم نے حق اللہ کی تعریف یہ کی ہے کہ اللہ تعالی کا حق وہ ہے جس میں صلح کا کوئی عمل ودخل نہ ہو جیسے حدود اور زکوۃ اور کفارات وغیرہ کہ ان میں نہ صلح ہو سکتی ہے اور نہ کسی کی سفارش چل سکتی ہے۔ علامہ ابن القیم لکھتے ہیں:

وَالْحُقُوقُ نَوْعَانِ: حَقُّ اللَّهِ، وَحَقُّ الْآدَمِيِّ؛ فَحَقُّ اللَّهِ لَا مَدْخَلَ لِلصُّلْحِ فِيهِ كَالْحُدُودِ وَالزَّكَوَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَنَحْوِهَا، وَإِنَّمَا الصُّلْحُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ رَبِّهِ فِي إقَامَتِهَا، لَا فِي إهْمَالِهَا، وَلِهَذَا لَا يُقْبَلُ بِالْحُدُودِ، وَإِذَا بَلَغَتْ السُّلْطَانَ فَلَعَنَ اللَّهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفِّعَ.[10]

ترجمہ: اور حقوق کی دو قسمیں ہیں (ا) اللہ تعالی کا حق (۲) اور آدمی کا حق پس اللہ تعالی کا حق وہ ہے جس میں صلح کا دخل نہ ہو جیسے حدود، زکوۃ اور کفارات وغیرہ۔ بندے اور اس کے رب کے درمیان صلح ان کے قائم کرنے میں ہے نہ کہ ان کو چھوڑ دینے میں اسی وجہ سے حدود کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور حدود جب بادشاہ تک پہنچ جائیں تو جو ان حدود کی سفارش کرے گا اور جو شفارش قبول کرے گا ان پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔

[3] بعض فقہاء نے حق اللہ کی تعریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کا حق اس کے اوامر (یعنی احکامات) اور اس کے نواہی (پابندیاں) ہیں چنانچہ احمد بن ادریس القرافی المالکی لکھتے ہیں:

فَحَقُّ اللَّهِ أَمْرُهُ وَنَهْيُهُ وَحَقُّ الْعَبْدِ مَصَالِحُهُ[11]

ترجمہ: پس اللہ تعالی کا حق اس کا حکم اور نہی ہے اور بندے کا حق اس کی مصلحتیں ہیں۔

اس پر علامہ ابن نشاط نے اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے:

بَلْ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى مُتَعَلِّقُ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ وَهُوَ عِبَادَتُهُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلا لِيَعْبُدُونِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا[12]

ترجمہ: [اللہ تعالی کا حق اس کا امر و نہی نہیں ہے] بلکہ اللہ تعالی کا حق اس کے امر و نہی کا متعلق ہے اور وہ ہے اللہ تعالی کی عبادت کرنا کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے اور میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں (اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور عبادت کرنا بندوں کا فعل ہے جو امر و نہی کا متعلق ہے نہ کہ خود امر و نہی) اسی طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالی کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایں۔ [اس حدیث میں بھی اللہ تعالی کا حق عبادت کو بیان کیا گیا ہے جو کہ امر و نہی کا متعلق اور بندوں کا فعل ہے]

[4] بعض فقہاء نے حق اللہ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ حق اللہ وہ ہے جس کو بندہ ساقط اور معاف نہ کر سکے چنانچہ احمد بن ادریس القرافی لکھتے ہیں:

حَقٌّ لِلَّهِ فَقَطْ وَهُوَ مَا لَا يَتَمَكَّنُ الْعَبْدُ مِنْ إِسْقَاطِهِ[13]

ترجمہ: خالص اللہ تعالی کا حق وہ ہے جس کو ساقط کرنے پر بندہ قادر نہیں ہے۔

جیسے اللہ تعالی پر ایمان لانا، اور باقی عبادات نماز روزہ حج زکوۃ ہیں کسی انسان کیلئے بھی جائز نہیں کہ وہ ان کو اپنے آپ سے یا کسی دوسرے سے ساقط اور معاف کرنے کا دعوی کر سکے۔ اسی طرح حدود اللہ دراصل اللہ تعالی کا حق ہیں ان کو بھی کوئی حاکم، کوئی قانون بلکہ تمام قوم کوئی بھی ساقط نہیں کر سکتا۔

حاصل یہ ہے حق اللہ کی یہ تعریفیں تقریباً معنی کے اعتبار سے قریب قریب ہیں اور ان کا مفہوم ایک ہی ہے کہ جب اللہ تعالی کے احکامات نماز، روزہ وغیرہ کا بجالانا اور منہیات زنا وغیرہ سے بچنا اللہ کا حق ہے اور ان کو کوئی ساقط بھی نہیں کر سکتا جب کوئی ساقط نہیں کر سکتا تو تو یہ کسی کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ ان کا نفع اور فائدہ عام ہے۔

حقوق اللہ کی اقسام:

حقوق اللہ کے بارے میں فقہاء احناف نے تتبع و تلاش کی استقراء کیا اور اس کی تمام جزئیات پر نظریں دوڑائیں تو ان سب جزئیات کو آٹھ اقسام میں بیان کیا چنانچہ وہ آٹھ اقسام درج ذیل ہیں

[1] **خالص عبادات**۔ مثلاً اللہ تعالی پر ایمان، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد ذکر اور اعتکاف وغیرہ...... یہ تمام اللہ تعالی کے حقوق ہیں کیونکہ ان کو کوئی بندہ بھی ساقط اور معاف نہیں کر سکتا اور ان میں خالص اللہ تعالی کی عبادت والا معنی ہے۔

[2] **خالص عقوبات** مثلاً حدود و تعزیرات،...... یہ بھی خالص حقوق اللہ ہیں کیونکہ ان کو ساقط کرنا اور ان کے بارے میں سفارش کرنا کسی بندے کیلئے جائز نہیں ہے اور یہ بندوں کے جرائم پر خالص عقوبت اور سزائیں ہیں۔

[3] **عقوبات قاصرہ**۔ جیسے قاتل کا میراث سے محروم ہونا یہ کامل سزا تو نہیں لیکن چونکہ قاتل میراث سے محروم ہو گیا تو یہ بھی ایک لحاظ سے اس کے جرم قتل کی سزا ہے اور یہ ہے بھی خالص اللہ تعالی کا حق کا کہ اس کو کوئی ساقط نہیں کر سکتا۔

[4] وہ حقوق جن میں عبادت اور عقوبات دونوں کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسے کفارات یہ عقوبت تو اس طرح ہیں کہ یہ بطور سزا کے واجب ہوتے ہیں ظہار قتل اور قسم سے حانث ہونے کی وجہ سے اسی وجہ سے ان کا نام ہی کفارہ ہے یعنی غلطی کو مٹانے والا اس لحاظ سے تو یہ عقوبت اور سزا ہیں لیکن ان کی ادائیگی عبادت کے طور پر ہوتی ہے کہ کفارہ میں روزے رکھے جاتے ہیں اللہ تعالی کے نام پر غلام آزاد کیا جاتا ہے یا مسکین اور فقیر کو کھانا کھلایا جاتا ہے جو سراپا عبادت ہے اس لیے ان میں دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔

[5] وہ عبادت جس میں مؤنت والا معنی پایا جائے جیسے صدقہ فطر یہ عبادت ہے کیونکہ بغیر عبادت کی نیت سے یہ ادا نہیں ہوتا زکوۃ کی طرح اور اس میں مؤنت (خرچ) والا مفہوم بھی پایا جاتا ہے کیونکہ یہ غیر پر غیر کی وجہ سے واجب ہوتا ہے مثلاً والد پر اپنی چھوٹی اولاد کا صدقہ فطر واجب ہے تو اس میں مؤنت والا مفہوم پایا گیا۔

[6] وہ مؤنت جس میں عبادت والا مفہوم پایا جائے جیسے عشر بظاہر تو مؤنت اور خرچ ہے لیکن اس میں عبادت والا مفہوم بھی موجود ہے کہ یہ بھی زکوۃ کی طرح فقیر کو ادا کیا جاتا ہے۔

[7] وہ مؤنت جس میں عقوبت کا شبہ ہو جیسے خراج بظاہر یہ بھی مؤنت ہے اور اس میں کفر پر سزا والا مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ اس میں ایک لحاظ سے ذلت پائی جاتی ہے اور یہ مسلمان پر لازم نہیں بلکہ کفر کی وجہ سے واجب ہوتا ہے

[8] حق جو بذات خود قائم ہے جیسے مال غنیمت کا خمس اور کنوز وغیرہ کا خمس کہ یہ ابتداء کسی پر واجب نہیں ہیں اصل کے اعتبار سے تو مال غنیمت سارا کا سارا اللہ تعالی کا ہے کیونکہ یہ مال اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر ملا ہے لیکن اس کے چار حصے اللہ تعالی نے بطور احسان کے مجاہدین کیلئے بنا دیے ہیں اور پانچواں حصہ اپنے لیے باقی رکھا جیسا کہ وہ اصل میں اللہ تعالی کا تھا۔

حقوق اللہ کی ہم نے آٹھ اقسام بیان کی ہیں ان پر چند علماء کرام اور محققین کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں چنانچہ علامہ بزدوی حنفی تحریر کرتے ہیں: وَحُقُوقُ اللَّهِ تَعَالَى ثَمَانِيَةُ أَنْوَاعٍ. عِبَادَاتٌ خَالِصَةٌ، وَعُقُوبَاتٌ خَالِصَةٌ، وَعُقُوبَاتٌ قَاصِرَةٌ وَحُقُوقٌ دَائِرَةٌ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ وَعِبَادَةٌ فِيهَا

مَعْنَى الْمُؤْنَةِ وَمُؤْنَةٌ فِيهَا مَعْنَى الْعِبَادَةِ وَمُؤْنَةٌ فِيهَا شُبْهَةُ الْعُقُوبَةِ وَحَقٌّ قَائِمٌ بِنَفْسِهِ.[14]

ترجمہ: حقوق اللہ کی آٹھ اقسام ہیں (۱) خالص عبادات (۲) خالص عقوبات (۳) عقوبات قاصرہ (۴) وہ حقوق جو دونوں امروں کے درمیان دائر ہوں (۵) وہ عبادت جس میں مؤنت والا معنی ہو (۶) وہ مؤنت جس میں عبادت والا معنی ہو (۷) وہ مؤنت جس میں عقوبت والا معنی ہو (۸) وہ حق جو بذات خود قائم ہو

علامہ بدر الدین زرکشی شافعی نے حقوق اللہ کی تین اقسام بیان کی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں حقوق اللہ کی تین اقسام ہیں (۱) پہلی قسم خالص عبادات ہیں جن پر درجات اور ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان کا تعلق اسباب مؤخرہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے نصاب زکوۃ کیلئے اور وقت نماز اور روزے کیلئے (۲) دوسری قسم خالص عقوبات ہیں جن کا تعلق ممنوعات سے ہے اور یہ عقوبات ان ممنوعات سے روکنے والی ہیں (۳) تیسری قسم کفارات ہیں اور وہ عقوبت اور عبادت کے درمیان دائر ہے پھر اکثر کفارات محرمات کی وجہ سے ہوتے ہیں جیسے اگر کوئی آدمی رمضان میں جماع کرلے اور ظہار سے رکنا اور قتل کرنا کبھی غیر حرام میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے لیکن اس میں شبہ ہوتا ہے جیسے کفارہ یمین کیونکہ حانث ہونا اگرچہ جائز ہے لیکن دلیل تقاضا کرتی ہے کہ وہ حرام ہو کیونکہ اس سے اللہ تعالی کی تعظیم میں خلل واقع ہوتا ہے۔ [15]

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے حقوق اللہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں

الضَّرْبُ الثَّانِي، حُقُوقُ اللَّهِ تَعَالَى، وَهِيَ نَوْعَانِ؛ أَحَدُهُمَا، الْحُدُودُ،......النَّوْعُ الثَّانِي، الْحُقُوقُ الْمَالِيَّةُ، كَدَعْوَى السَّاعِي الزَّكَاةَ عَلَى رَبِّ الْمَالِ، وَأَنَّ الْحَوْلَ قَدْ تَمَّ وَكَمَلَ النِّصَابُ،[16]

ترجمہ: دوسری قسم حقوق اللہ ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک حدود ہیں اور دوسری قسم مالی حقوق ہیں جیسے ساعی کا مال والے پر زکوۃ کا دعوی کرنا اور یہ دعوی کرنا کہ سال مکمل ہو چکا ہے اور نصاب مکمل ہے

علامہ بدر الدین زرکشی نے حقوق اللہ کی تین اقسام بیان کی ہیں اور علامہ ابن قدامہ نے حقوق اللہ کی دو اقسام بیان کی ہیں مگر ان دو یا تین اقسام میں اللہ تعالی کے تمام حقوق نہیں آتے اس لیے راجح وہ تقسیم ہے جو احناف نے کی ہے کہ حقوق اللہ کی آٹھ اقسام ہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس پر بھی نقد وارد کیا ہے کہ یہ تقسیم بھی جامع نہیں ہے کیونکہ بعض حقوق اللہ ایسے ہیں جو اس تقسیم کے تحت بیان کردہ اقسام میں نہیں آتے مثلاً مساجد کی تعظیم، اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء سے پرہیز واجتناب، لوگوں کے جان ومال کی حفاظت کہ اگر کوئی اس میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کیلئے شرعا حدود مقرر ہیں حنفیہ کے نزدیک مذکورہ مثالیں بھی حقوق اللہ میں آتی ہیں مگر یہ مذکورہ آٹھ اقسام میں سے کسی قسم کے تحت داخل نہیں ہے۔[17]

دوسری قسم: خالص حقوق العباد

پہلے ہم حق العبد کی تعریف کرتے ہیں پھر ان کی اقسام بیان کریں گے چنانچہ حق العبد کی بھی مختلف تعریفیں فقہاء اور اصولیین نے کی ہیں ملاحظہ ہوں۔ [1] ملاجیون نے حق العبد کی تعریف یوں بیان کی ہے

ما یتعلق بہ مصلحۃ خاصۃ[18] کہ بندوں کا حق وہ ہے جس کے ساتھ خاص مصلحت متعلق ہو۔

علامہ تفتازانی بھی حق العبد کی تعریف میں یہی لکھتے ہیں:

وَمَعْنَى حَقِّ الْعَبْدِ مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ مَصْلَحَةٌ خَاصَّةٌ كَحُرْمَةِ مَالِ الْغَيْرِ[19]

ترجمہ: اور حق العبد کا معنی یہ ہے کہ حق العبد وہ چیز ہے جس کے ساتھ خاص مصلحت متعلق ہو جیسے غیر کے مال کی حرمت۔

[2] بعض حضرات نے حق العبد کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ بندے کا حق اس کی مصلحتیں ہیں چنانچہ علامہ قرافی لکھتے ہیں:

وَحُقُوقُ الْعَبْدِ مَصَالِحُهُ[20]۔ بندے کے حقوق اس کی مصلحتیں ہیں۔

[3] بعض فقہاء نے حق العبد کی تعریف اس طرح کی ہے کہ بندے کا حق وہ ہے جس کو معاف اور ساقط کرنے کا بندے کو اختیار ہو چنانچہ علامہ قرافی مالکی نے حق العبد کی تعریف میں لکھتے ہیں:

وَحَقٌّ لِلْعَبْدِ وَهُوَ مَا يَتَمَكَّنُ مِنْ إِسْقَاطِهِ[21]

ترجمہ: بندے کا حق وہ ہے جس کو ساقط کرنے پر بندے کو قدرت حاصل ہوتی ہے۔

علامہ عینی تحریر کرتے ہیں: حق الإنسان ما يتولى إثباته وإسقاطه[22]

ترجمہ: انسان کا حق وہ ہے جس کو ثابت رکھنے اور ساقط کرنے پر قادر ہو۔

[4] علامہ ابن القیم نے ایک اور انداز سے حق العبد کی تعریف کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

وَأَمَّا حُقُوقُ الْآدَمِيِّينَ فَهِيَ الَّتِي تَقْبَلُ الصُّلْحَ وَالْإِسْقَاطَ وَالْمُعَاوَضَةَ عَلَيْهَا،[23]

ترجمہ: آدمیوں کے حقوق وہ ہیں جو صلح اور ساقط کرنے اور ان کے معاوضہ کو قبول کرتے ہیں۔

حقوق العبد کی اقسام:

حق العبد کی بے شمار اقسام ہیں جو بظاہر کسی احاطہ میں نہیں آتیں اس لیے احناف نے حق العبد کی مثالیں تو دی ہیں لیکن ان کی معین اقسام بیان نہیں کیں جبکہ بعض فقہاء نے حق العبد کی اقسام بیان کی ہیں بعض نے پانچ، بعض نے تین اور بعض نے دو اقسام بیان کی ہیں۔

[1] علامہ ابن رجب حنبلی نے حق العبد کی پانچ اقسام بیان کی ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں: حقوق کی پانچ اقسام ہیں؛ {۱} حق ملک جیسے مولی کا حق مکاتب کے مال میں۔ {۲} حق تملک (مالک بننے کا حق) جیسے باپ کا حق اولاد کے مال میں۔ {۳} حق الانتفاع (نفع اٹھانے کا حق) اس میں کئی صورتیں داخل ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ پڑوسی کا اپنا شہتیر رکھنا اپنے پڑوسی کی دیوار پر جب اس کی وجہ سے نقصان نہ ہوتا ہو اس نص کی وجہ سے جو اس بارے میں وارد ہوئی ہے۔ {۴} حق الاختصاص (خاص کرنے کا حق) یہ نام ہے اس چیز کا جس سے نفع اٹھانے کے ساتھ مستحق خاص ہو اور کوئی اس کے مقابلہ کا مالک نہ ہو جیسے املاک کے منافع جیسے راستے، صحن اور پانی کے بہنے کی جگہ وغیرہ۔ {۵} حق تعلق (حق وصول کرنے کیلئے تعلق کا حق) اور اس کی کئی صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ مرتہن کا حق رہن پر اور اس کا مطلب یہ ہے کہ رہن کے تمام اجزاء محبوس ہوتے ہیں دین کے ہر جزء کے بدلہ میں یہاں تک کہ وہ اپنا دین پورا وصول کرلے ۔ [24]

[2] مالکیہ نے حقوق العباد کی تین اقسام بیان کی ہیں: قَسَّمُوا حَقَّ الْعَبْدِ إِلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ: الأَوَّلُ: حَقُّ الْعَبْدِ عَلَى اللَّهِ، وَمَلْزُومُ عِبَادَتِهِ إِيَّاهُ، وَهُوَ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَيُخَلِّصَهُ مِنَ النَّارِ. الثَّانِي: حَقُّ الْعَبْدِ فِي الْجُمْلَةِ، وَهُوَ الأَمْرُ الَّذِي يَسْتَقِيمُ بِهِ أُولَاهُ وَأُخْرَاهُ مِنْ مَصَالِحِهِ، مِثْل: تَحْرِيمِ الْخَمْرِ. الثَّالِثُ: حَقُّ الْعَبْدِ عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الْعِبَادِ، وَهُوَ مَا لَهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الذِّمَمِ وَالْمَظَالِمِ، مِثْل: الدَّيْنِ، وَثَمَنِ الْمَبِيعِ.[25]

ترجمہ: فقہاء مالکیہ نے بندے کے حق کی تین قسمیں بیان کی ہیں (۱) بندے کا حق اللہ تعالی پر اور بندہ جو اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے اس کا ملزوم یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے اس بندے کو جنت میں داخل کرے اور اس کو آگ سے چھٹکارا دے دے (۲) بندے کا حق فی الجملہ اور وہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ اس کی دنیوی اور اخروی مصلحتیں وابستہ ہوں جیسے خمر کا حرام کرنا (۳) بندے کا حق دوسرے بندوں پر اور وہ یہ ہے کہ اس بندے کے دوسروں پر کچھ ذمے اور مظالم ہیں جیسے دین اور قرضہ اور مبیع کا ثمن۔

[3] جبکہ بعض حضرات نے حق العبد کی دو اقسام بیان کی ہیں

[1] علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں: فَحَقُّ الْآدَمِيِّ يَنْقَسِمُ قِسْمَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا، مَا هُوَ مَالٌ، أَوْ الْمَقْصُودُ مِنْهُ الْمَالُ، الْقِسْمُ الثَّانِي، مَا لَيْسَ بِمَالٍ، وَلَا الْمَقْصُودُ مِنْهُ الْمَالُ، وَهُوَ كُلُّ مَا لَا يَثْبُتُ إلَّا بِشَاهِدَيْنِ؛ كَالْقِصَاصِ، وَحَدِّ الْقَذْفِ، وَالنِّكَاحِ، وَالطَّلَاقِ[26]

ترجمہ: آدمی کے حق کی دو قسمیں ہیں (۱) پہلی قسم وہ ہے جو مال ہو یا اس سے مقصود مال ہو (۲) دوسری قسم وہ ہے جو مال نہ ہو اور نہ ہی اس سے مقصود مال ہو اور ہر وہ چیز جو بغیر دو گواہوں کے ثابت نہ ہو جیسے قصاص حد قذف نکاح اور طلاق وغیرہ۔

جب ان دونوں تقسیموں پر غور وفکر کیا جائے تو پہلی تقسیم جو ابن رجب نے بیان کی ہے وہ جامع نہیں ہے کیونکہ یہ تقسیم صرف بندوں کے حقوق مالیہ کو شامل ہے اور ان کے حقوق غیر مالیہ جیسے نکاح طلاق وغیرہ کو شامل نہیں ہے اس لیے یہ تقسیم تمام حقوق العبد کو جامع نہیں ہے جبکہ دوسری تقسیم وہ تمام حقوق العبد کو شامل تو ہے لیکن یہ تقسیم مجمل ہے تمام اقسام کو ممتاز کر کے بیان نہیں کیا گیا جیسے پہلی تقسیم میں مبینہ اقسام کو ممتاز کر کے بیان کیا گیا ہے۔

[2] ڈاکٹر رافت عثمان نے بھی حق العبد کی دو اقسام بیان کی ہیں لیکن ابن قدامہ کے طرز سے ہٹ کر چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں: بندے کا حق دو قسموں کی طرف تقسیم ہوتا ہے پہلی قسم ایک عام حق ہے اور وہ ہر وہ حق ہے جس پر عام مصلحت مرتب ہو اجتماعی زندگی کیلئے کسی فرد کے ساتھ خاص ہوئے بغیر اور اس کی مثال جیسے عام منافع کی چیزیں جیسے پانی روشنیاں، مدارس ہسپتال راستے، اتصال کے عام ذرائع، مباح چیزوں سے نفع اٹھانا جیسے ان جگہوں میں جانور چرانا جن کے افراد مالک نہیں ہیں اور ان میں شکار کرنا اور بنجر زمین کو آباد کرنا اور جو اس کے مشابہ ہیں اور دوسری قسم ایک خاص حق ہے کہ جس پر فرد یا کئی افراد کے ساتھ کوئی خاص مصلحت مرتب ہو جیسے انسان کا حق اپنی مملوکہ زمین یا کمرے یا مال۔[27]

حقوق اللہ اور حقوق العبد میں فرق

[1] حقوق اللہ کو ساقط کرنا جائز نہیں ہے نہ معاف کرنے سے نہ صلح کے ساتھ اور نہ اس کے علاوہ کسی طریقہ سے جبکہ بندے کے حق میں صلح معافی اور برائت سب جاری ہوتے ہیں کیونکہ بندہ خود صاحب حق ہے وہ اس کو معاف بھی کر سکتا ہے اور اس کے بارے میں صلح بھی کر سکتا ہے۔

[2] اللہ تعالی کے حق میں وراثت جاری نہیں ہوتی بخلاف حق العبد کے کہ اس میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

[3] اللہ تعالی کے حقوق میں تداخل ہو سکتا ہے لیکن بندے کے حق میں تداخل نہیں ہو سکتا مثال کے طور پر سزا ہے بندے کے حق میں جنایت کے مکرر ہونے پر سزا بھی مکرر ہو گی۔

[4] اللہ تعالی کے حق کی سزا کا معاملہ حاکم کے سپرد ہے کیونکہ وہی اللہ کے احکام کو نافذ کرتا ہے جبکہ بندے کے حق کی سزا خود اسی بندے کے

سپرد ہے جس پر جنایت ہوئی ہے۔

[5] اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے میں تمام لوگ مطالبہ کر سکتے ہیں جبکہ بندے کے حق کے بارے میں صرف وہی بندہ یا اس کا ولی یا اس کا وارث مطالبہ کر سکتا ہے کوئی اور نہیں سکتا۔

[6] مفہوم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ عام نفع متعلق ہے اور یہ نفع کسی کے ساتھ خاص نہیں جبکہ حق العبد کا نفع خاص اسی صاحب حق بندے کے ساتھ خاص ہے۔[28]

بلاشبہ تمام حقوق خواہ حقوق العبد ہی کیوں نہ ہوں ان میں بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہی حکم دیا ہے کہ بندے کا فلاں فلاں چیز میں حق ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق ہے کہ اس کے اوامر کو بجالایا جائے اور اس کے منہیات سے اجتناب کیا جائے اسی لیے جب ہم غور کرتے ہیں تو بعض حقوق جیسے ایمان باللہ اور عبادات یہ ایسے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کے ہیں ان میں بندے کا کوئی حق نہیں ہے اور بندوں کے جتنے حقوق ہیں ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق ہے مثال کے طور پر مال ہیں حالانکہ انسان مالک ہے اور اس کو ان اموال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے لیکن وہ بھی اس قید کے ساتھ کہ وہ مال میں تصرف کرے اپنی مصالح کی خاطر ان کو ہلاک کرنے کا انسان کو اختیار نہیں ہے بغیر کسی فائدہ کے جیسے انسان اپنے جانور کو بغیر کسی موجب قتل سبب کے قتل کر دے اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ اپنے اموال سمندر اور دریا میں پھینک کر ضائع نہ کر دے۔ اسی لیے علماء اور محققین نے جو حقوق کی تقسیم کی ہے کہ ایک قسم خالص حقوق اللہ ہیں اور دوسری قسم خالص حقوق العباد ہیں یہ تقسیم اس چیز کو مد نظر رکھ کی گئی ہے کہ وہ حقوق جن کو ساقط کرنے کا بندے کو اختیار ہوتا ہے اور وہ حقوق جن کو ساقط کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے ان دونوں حقوقوں میں فرق ہو جائے۔ اس لیے جن حقوق کے ساقط کرنے کا بندے کو اختیار ہے ان کو حقوق العبد کا نام دے دیا اور جن حقوق کے ساقط کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے ان کو حقوق اللہ کا نام دے دیا لیکن حقیقت میں جتنے حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عطا کیے ہیں ان میں سے کوئی حق ایسا نہیں جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق نہ ہو۔[29]

علامہ قرافی تحریر کرتے ہیں: وَمَا مِنْ حَقٍّ لِلْعَبْدِ إِلَّا وَفِيهِ حَقٌّ لِلَّهِ تَعَالَى وَہُوَ أَمْرُ اللَّهِ تَعَالَى بِإِيصَالِ ذَلِكَ الْحَقِّ إِلَى مُسْتَحِقِّهِ ثُمَّ حُقُوق الْعباد قَدْ يَحْجُرُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى الْعَبْدِ فِيهَا لنفساستها فَتَصِيرُ حَقًّا لِلَّهِ كَبَيْعِ الرِّبَا فَإِنَّ الزِّيَادَةَ مِنْ مَالِ الْمُرَابِي وَہُوَ مَحْجُورٌ عَلَيْهِ فِيهَا وَكَذَلِكَ السَّرَفُ وَإِفْسَادُ النُّفُوسِ وَالْأَعْضَاءِ مِنْ ہَذَا الْقَبِيلِ[30]

ترجمہ: اور بندے کا کوئی نہیں ہے مگر اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق موجود ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم دینا اس حق کو اس کے مستحق تک پہنچانے کا پھر بندوں کے حقوق کے بارے میں کبھی اللہ تعالیٰ بندے پر پابندی عائد کر دیتا ہے ان کے نفیس ہونے کی وجہ سے پس وہ اللہ تعالیٰ کا حق بن جاتا ہے جیسے ربوا کی بیع کیونکہ مرابی کے مال کی زیادتی کے بارے میں بندہ رکا ہوا ہے اسی طرح اسراف کرنا اور جانوں اور اعضاء کو فاسد کرنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

تیسری قسم: حقوق مشترکہ

اب تک حقوق کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں خالص حقوق اللہ اور خالص حقوق العبد جن کی تعریفیں اور اقسام تفصیل سے بیان ہو چکی ہیں، اب تیسری قسم کو بیان کرتے ہیں جو حقوق مشترکہ ہیں یعنی ان میں حق اللہ بھی ہے اور حق العبد بھی ہے۔ علامہ قرافی لکھتے ہیں:

وَحَقٌّ مُخْتَلَفٌ فِيهِ هَلْ هُوَ حَقٌّ لِلَّهِ أَوْ لِلْعَبْدِ؟ كَحَدِّ الْقَذْفِ وَعَلَيْهِ يَنْبَنِي قَبُولُ الْعَفْوِ فِيهِ[31]

ترجمہ: اور (تیسری قسم) وہ حق ہے جو مختلف فیہ ہے کہ کیا وہ اللہ تبارک وتعالی کا حق ہے یا بندے کا حق ہے جیسے حد قذف ہے اور اسی پر مبنی ہے اس بارے میں معافی کو قبول کرنا۔

حقوق مشترکہ کی اقسام

حقوق مشترکہ کی دو اقسام ہیں......(۱) جن میں حق اللہ غالب ہو......(۲) جن میں حق العبد غالب ہو۔

[1] وہ حقوق مشترکہ جس میں حق اللہ غالب ہو۔

مثال :اس کی مثال حد قذف ہے کہ اس میں حق اللہ بھی ہے کیونکہ یہ حد زاجر کے طور پر مشروع ہوئی ہے اور اس میں بندے کا حق بھی ہے کہ اس کی مشروعیت اس لیے ہے کہ بندے سے عار دور ہو جائے لیکن اللہ تعالی کا حق غالب ہے کہ بندے کے معاف کرنے اور ساقط کرنے سے یہ حد ساقط نہیں ہوتی۔ چنانچہ علامہ بزدوی لکھتے ہیں:

وَالْمُشْتَمِلُ عَلَيْهِمَا وَحَقُّ اللَّهِ تَعَالَى غَالِبٌ كَحَدِّ الْقَذْفِ.[32]

ترجمہ: اور وہ حق جو دونوں پر مشتمل ہو لیکن اللہ تعالی کا حق اس میں غالب ہو جیسے حد قذف۔

علامہ عبد العزیز بخاری مذکورہ بالا عبارت کی تشریح میں تحریر کرتے ہیں

قَوْلُهُ (وَالْمُشْتَمِلُ عَلَيْهِمَا) أَيْ عَلَى حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقِّ الْعَبْدِ وَحَقُّ اللَّهِ تَعَالَى غَالِبٌ حَدُّ الْقَذْفِ مُشْتَمِلٌ عَلَى الْحَقَّيْنِ بِالْإِجْمَاعِ فَإِنَّ شَرْعَهُ لِدَفْعِ الْعَارِ عَنْ الْمَقْذُوفِ دَلِيلٌ كَمَا فِي سَائِرِ الْحُدُودِ حَتَّى لَا يَجْرِيَ فِيهِ الْإِرْثُ وَلَا يَسْقُطُ بِعَفْوِ الْمَقْذُوفِ[33]

ترجمہ: وہ حق جو حق اللہ پر اور حق العبد پر مشتمل ہو اور حق اللہ غالب ہو جیسے حد قذف یہ دونوں پر مشتمل ہے بالاجماع ہ شریعت نے اس کو مشروع ہونا تہمت زدہ سے عار کو دفع کرنے کیلئے دلیل ہے اس بات پر کہ اس میں بندے کا حق ہے اور اس کا بطور حد زاجر کے مشروع ہونا دلیل ہے کہ یہ اللہ تبارک وتعالی کا حق ہے اور احکام بھی اس کی گواہی دیتے ہیں جیسے کہ تو عنقریب اس پر واقف ہو جائے گا مگر اس میں اللہ تعالی کا حق غالب ہے ہمارے نزدیک جیسے کہ باقی حدود میں حتی کہ اس میں نہ وراثت جاری ہوتی ہے اور نہ یہ تہمت زدہ کے معاف کرنے سے حد ساقط ہوتی ہے۔

[2] وہ حقوق مشترکہ جن میں حق العبد غالب ہو۔

مثال: اس کی مثال قصاص ہے کہ یہ دونوں حقوں پر مشتمل ہے اس میں حق اللہ بھی ہے اور حق العبد بھی ہے اس طرح کہ قتل انسان کی جان کے بدلہ میں قصاص واجب ہے اور انسان کی جان میں اللہ تعالی کا حق ہے کہ اس جان نے اس کی عبادت کرنی ہے اور بندے کا حق بھی ہے کہ اس نے اس کو باقی رکھ کر اس سے نفع اٹھانا ہے جب جان میں دونوں کا حق ہے تو اس جان پر تعدی کے ضمرے میں جو سزا مقرر ہے اس میں بھی دونوں کا حق ہے اللہ تعالی کا حق بھی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ قصاص حدود کی طرح شبہات سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن بندے کا حق اس میں غالب ہے کیونکہ اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے اور اس کا مال سے معاوضہ لینا اور ساقط و معاف کرنا بھی جاری ہوتا ہے جو دلیل ہے کہ بندے کا حق اس میں غالب ہے۔ علامہ بزدوی تحریر کرتے ہیں:

وَالَّذِی یَغْلِبُ فِیهِ حَقُّ الْعَبْدِ الْقِصَاصُ.[34]

ترجمہ: اور وہ حق (جو دونوں حقوں پر مشتمل ہو اور) اس میں بندے کا حق غالب ہو وہ قصاص

مذکورہ بالا ابحاث کا حاصل یہ ہے کہ حق وہ حکم ہے جس میں واقع کے مطابق اس کا اطلاق کیا جاتا ہے، اقوال عقائد اور ادیان ومذاہب پر اس اعتبار سے اس کے مقابل باطل ہوتا ہے اور اللہ تعالی کے ناموں یا صفات میں سے بھی ایک نام حق ہے البتہ صدق اقوال میں بولا جاتا ہے اور اس کے مقابل کذب ہے اور حق اور صدق کے درمیان واضح فرق کیا جاتا ہے اس طرح کہ مطابقت کا اعتبار کیا جاتا ہے حق کی جانب میں واقعہ کی جانب سے اور صدق میں اعتبار کیا جاتا ہے۔ حکم کی جانب سے پس اس لحاظ سے حکم کے صدق کا معنی ہوگا کہ وہ واقع کے مطابق ہے اور اس کے حق ہونے کا معنی یہ ہوگا۔ یہ بات اہم ہے کہ تمام حقوق خواہ حقوق العبد ہی کیوں نہ ہوں ان میں بھی اللہ تعالی کا حق ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے ہی حکم دیا ہے کہ بندے کا فلاں فلاں چیز میں حق ہے اور اللہ تبارک وتعالی کا حق ہے کہ اس کے اوامر کو بجالایا جائے اور اس کے منہیات سے اجتناب کیا جائے اسی لیے جب ہم غور کرتے ہیں تو بعض حقوق جیسے ایمان باللہ اور عبادات یہ ایسے ہیں جو خالص اللہ تعالی کے ہیں ان میں بندے کا کوئی حق نہیں ہے اور بندوں کے جتنے حقوق ہیں ان میں اللہ تبارک وتعالی کا حق ہے مثال کے طور پر مال ہیں حالانکہ انسان مالک ہے اور اس کو ان اموال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے لیکن وہ بھی اس قید کے ساتھ کہ وہ مال میں تصرف کرے اپنی مصالح کی خاطر ان کو ہلاک کرنے کا انسان کو اختیار نہیں ہے بغیر کسی فائدہ کے جیسے انسان اپنے جانور کو بغیر کسی موجب قتل سبب کے قتل کردے اسی طرح اللہ تبارک وتعالی کا حکم ہے کہ وہ اپنے اموال سمندر اور دریا میں پھینک کر ضائع نہ کردے۔ اسی لیے علماء اور محققین نے جو حقوق کی تقسیم کی ہے کہ ایک قسم خالص حقوق اللہ ہیں اور دوسری قسم خالص حقوق العباد ہیں یہ تقسیم اس چیز کو مد نظر رکھ کی گئی ہے کہ وہ حقوق جن کو ساقط کرنے کا بندے کو اختیار ہوتا ہے اور وہ حقوق جن کو ساقط کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے ان دونوں حقوق میں فرق واضح ہوجائے۔ اس لیے جن حقوق کے ساقط کرنے کا بندے کو اختیار ہے ان کو حقوق العبد کا نام دے دیا اور جن حقوق کے ساقط کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے ان کو حقوق اللہ کا نام دے دیا۔ لیکن حقیقت میں جتنے حقوق ہیں جو اللہ تعالی نے بندوں کو عطا کیے ہیں ان میں سے کوئی حق ایسا نہیں جس میں اللہ تبارک وتعالی کا حق نہ ہو، چنانچہ مذکورہ تحقیق صاحب حق کے اعتبار کے حوالے سے حق کی تقسیم کے معاملہ میں بہت مدد ومعاون ثابت ہوسکتی ہے۔

حوالہ جات

---

[1] شامی، محمد امین بن عمر، ابن عابدین، م1252ھ/1836، رد المحتار (بیروت: دار الفکرط1992ء) ج5ص353

[2] بزدوی، علی بن محمد، م482ھ/1089، أصول البزدوی مع شرحہ کشف الأسرار (بیروت: دار الکتاب الاسلامی) ج4ص134

[3] قرافی، احمد بن ادریس، م684ھ/1285/، الفروق (بیروت: عالم الکتب) ج1ص140

[4] ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، م620ھ/1223، المغنی، (مصر: مکتبۃ القاہرہ، ط1968ء) ج10ص213

[5] ابن القیم، محمد بن ابی بکر، م751ھ/1350، إعلام الموقعین عن رب العالمین (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط1991ء) ج1ص85

[6] ملاجیون، احمد، نور الانوار شرح المنار (لاہور: مکتبہ رحمانیہ) ص270

[7] تفتازانی، مسعود بن عمر، م793ھ/1390، شرح التلویح علی التوضیح، (مصر: مکتبہ صبیح) ج2ص300

[8] علاء الدین بخاری، عبد العزیز بن احمد، م730ھ/1329، کشف الاسرار شرح اصول البزدوی(بیروت:دار الکتاب الاسلامی) ج4ص134،
،شرح التلویح علی التوضیح(مصر: مکتبہ صبیح)ج2ص1390/300　تفتازانی، مسعود بن عمر، المتوفی 793ھ

[9] خولی، احمد محمود، نظریة الحق بین الفقه الاسلامی والقانون الوضعی (بیروت: دار السلام)ص 68

[10] ابن القیم، محمد بن ابی بکر م751ھ/1350، إعلام الموقعین عن رب العالمین (بیروت: دار الکتب العلمیه، ط1991ء)ج1ص 85۔

[11] قرافی، احمد بن ادریس م684ھ، /1285 الفروق (بیروت: عالم الکتب)ج1ص 140

[12] الفروق للقرافی ج1ص 140

[13] قرافی، احمد بن ادریس م684ھ/1285، الذخیرة، (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ط 1994ء)ج5ص 341

[14] بخاری، عبد العزیز بن احمد، م730ھ/1329، کشف الأسرار شرح أصول البزدوی(بیروت: دار الکتاب الاسلامی) ج4ص 134۔

[15] زرکشی، محمد بن عبد الله، بدر الدین، م794ھ/1391، المنثور فی القواعد الفقهیة، (کویت: وزارة الاوقاف الکویتیة ط 1985ء) ج2ص 58

[16] ابن قدامه، عبد الله بن احمدم620ھ، /1223، المغنی، (مصر: مکتبة القاهره، ط1968ء) ج10ص 213

[17] ڈاکٹر رافت عثمان، الحقوق والواجبات والعلاقات الدولیه فی الاسلام(قاہره: دار الضیاء)ص26

[18] ملاجیون، احمد، نور الانوار شرح المنار(لاہور: مکتبہ رحمانیه)ص 270

[19] تفتازانی، مسعود بن عمر، المتوفی 793ھ/1390، شرح التلویح علی التوضیح(مصر: مکتبہ صبیح)ج2ص300

[20] قرافی، احمد بن ادریس 684ھ، /1285 الذخیرة (بیروت: دار الغرب الاسلامی، ط 1994ء) ج5ص 341

[21] ایضا

[22] عینی، محمود بن احمد، م855ھ/1451 البنایة شرح الهدایة، (بیروت: دار الکتب العلمیه، ط2000ء)ج8ص 67

[23] ابن القیم، محمد بن ابی بکر م751ھ/1350، إعلام الموقعین عن رب العالمین، (بیروت: دار الکتب العلمیه، ط1423ھ) ج1ص 85۔

[24] ابن رجب، عبد الرحمن بن احمد، م795ھ/1393، القواعد(بیروت: دار الکتب العلمیه) ص: 188

[25] ۔ الموسوعة الفقهیة الکویتیة ج18ص 19

[26] المغنی لابن قدامه ج10ص 213۔

[27] ڈاکٹر رافت عثمان، الحقوق والواجبات والعلاقات الدولیه فی الاسلام(قاہره: دار الضیاء)، ص26۔

[28] شہرانی، حسین بن معلوی، حقوق الاختراع والتالیف (ریاض: دار طیبه)ص33

[29] محمد رافت عثمان، الحقوق والواجبات والعلاقات الدولیة فی الاسلام(قاہره: دار الضیاء، ط 1991ء)ص28

[30] الذخیرة للقرافی ج5ص 341

[31] ایضا

[32] أصول البزدوی، ، ج4ص 158

[33] کشف الأسرار شرح أصول البزدوی، ج4ص 158

[34] کشف الأسرار شرح أصول البزدوی، ج4ص 161

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.